قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 03 ستمبر 2020ء | 15 محرم الحرام 1442 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ:185

ارشادِ باری تعالیٰ

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (الانبیاء:108)

ترجمہ: اور ہم نے تجھے نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت کے طور پر۔

لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ اَلَّا یَکُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِیۡنَ (الشعراء:4)

ترجمہ: شاید تو اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالے گا کہ وہ کیوں نہیں مومن ہوتے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

آنحضور ﷺ کا معجزہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے ان معیاروں نے صحابہ میں کیا انقلاب پیدا کیا، یہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’مَیں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ خواہ کیسا ہی پکّا دشمن ہو اور خواہ وہ عیسائی ہو یا آریہ جب وہ ان حالات کو دیکھے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عرب کے تھے اور پھر اس تبدیلی پر نظر کرے گا جو آپ کی تعلیم اور تاثیر سے پیدا ہوئی تو اسے بے اختیار آپ کی حقّانیت کی شہادت دینی پڑے گی۔ موٹی سی بات ہے کہ قرآن مجید نے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے۔‘‘ (آپ کے ماننے والے جو عرب کے لوگ تھے ان کی پہلی حالت کا تو یہ نقشہ کھینچا ہے کہ) ’’یَاۡکُلُوۡنَ کَمَا تَاۡکُلُ الۡاَنۡعَامُ‘‘ (محمد:13) (یعنی اس طرح کھاتے ہیں جس طرح جانور کھاتے ہیں۔ جانوروں والی حالت ہے۔) ’’یہ تو ان کی کفر کی حالت تھی۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک تاثیرات نے ان میں تبدیلی پیدا کی تو ان کی یہ حالت ہوگئی یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا (الفرقان:65) یعنی وہ اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور قیام کرتے ہوئے راتیں کاٹ دیتے ہیں۔‘‘ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’جو تبدیلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے وحشیوں میں کی اور جس گڑھے سے نکال کر جس بلندی اور مقام تک انہیں پہنچایا اس ساری حالت کے نقشے کو دیکھنے سے بے اختیار ہو کر انسان رو پڑتا ہے کہ کیا عظیم الشان انقلاب ہے جو آپ نے کیا۔‘‘ آپ فرماتے ہیں کہ ’’دنیا کی کسی تاریخ اور کسی قوم میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ یہ نری کہانی نہیں۔ یہ واقعات ہیں جن کی سچائی کا ایک زمانہ کو اعتراف کرنا پڑا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 144-145۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس پہلوں سے ملنے والی آخرین کی اس جماعت کے افراد کا بھی فرض بنتا ہے کہ اس اُسوہ کی پیروی کرتے ہوئے جیسے صحابہ نے عبادتوں کے معیار بلند کئے ہم بھی اپنی عبادتوں کے معیار بلند کریں اور صرف دنیاداری میں ہی نہ ڈوبے رہیں۔ ذیلی تنظیمیں اور جماعتی نظام یہ رپورٹ دیتے ہیں کہ ہمارے اتنے فیصد نماز پڑھنے والے ہو گئے۔ چالیس فیصد۔ پچاس فیصد۔ ساٹھ فیصد۔ ہم تو جب تک سو فیصد عابد پیدا نہ کر لیں ہمیں چین سے نہیں بیٹھنا چاہئے اور صرف نظام نہیں بلکہ ہر شخص کو خود جائزہ لینا چاہئے کہ میں کس حالت میں ہوں۔

(خطبہ جمعہ یکم دسمبر 2017ء)

فرمانِ رسول ﷺ

درود شریف کا اجر

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ وَاحِدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ عَشۡرًا (مسلم)

یعنی جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت نازل کرتا ہے۔ پس اس بشارت سے بھی درود شریف کی فضیلت ظاہر ہے۔ یاد رہے کہ اعمال کی جزاء میں نیت کا بہت کچھ دخل ہوتا ہے نیت میں جس قدر صدق و اخلاص اور وسعت ہو گی اجر بھی اسی نسبت سے ارفع و اعلیٰ اور وسیع ہو گا۔ پس آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا کہ جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے یہ منشاء ہرگز نہیں ہوسکتا کہ جو شخص کامل اخلاص اور کامل محبت اور کامل معرفت سے درود پڑھے گا اس کو بھی اس سے زیادہ جزاء نہیں ملے گی بلکہ یہ مطلب ہے کہ ایک دفعہ درود پڑھنے کی کم از کم جزاء دس گنا ہے چنانچہ عبد اللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ جو شخص آنحضرت ﷺ پر عمدگی سے ایک دفعہ درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ستر بار درود بھیجیں گے۔

(جلاء الافہام بحوالہ مسند احمد بن حنبل)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

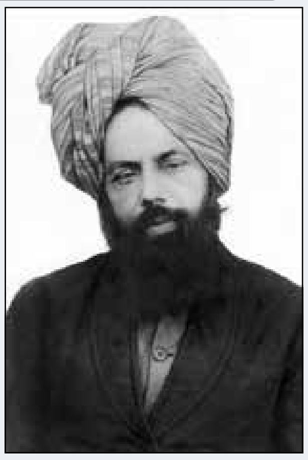

ایک عالم کا عالم مَرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’وہ انسان جس نے اپنی ذات سے اپنی صفات سے اپنے افعال سے اپنے اعمال سے اور اپنے روحانی اور پاک قویٰ کے پُرزور دریا سے کمال تام کا نمونہ علماً و عملاً و صدقاً و ثباتاً دکھلایا اور انسان کامل کہلایا......وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا جس سے روحانی بعث اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مَرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہوگیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تُو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔‘‘ (اتمام الحجہ صفحہ 28)

درود شریف سے لذت، انشراح اور حیات قلب

’’درود شریف کے پڑھنے کی مفصل کیفیت پہلے لکھ چکا ہوں...... کسی تعداد کی شرط نہیں۔ اس قدر پڑھا جائے۔ کہ کیفیتِ صلوٰۃ سے دل مملو ہو جائے۔ اور ایک انشراح اور لذت اور حیات قلب پیدا ہو جائے۔ اور اگر کسی وقت کم پیدا ہو۔ تب بھی بے دل نہیں ہونا چاہئے۔ سو جس قدر میسر آوے۔ اس کو کبریت احمر سمجھے۔ اور اس میں دل وجان سے مصروفیت اختیار کرے۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 26)

درود شریف حصول استقامت اور قبولیت دعا کا ذریعہ ہے

’’رسول اللہ ﷺ کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہوگیا۔ تا کہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ آئے۔ درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے۔ بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔‘‘

(سلسلہ کلمات طیبات حضرت امام الزمان نمبر 1 حضرت اقدس کی ایک تقریر صفحہ 22 رسالہ ریویو اردو جلد 3 نمبر 1 صفحہ 14-15)

اس شمارہ میں

- سلام بنام رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم (منظوم)
- تعارف سورۃ النور
- ہستی باری تعالیٰ
- حضرت بابو محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ۔ شاہجہانپور

دربارِ خلافت

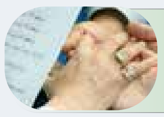

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ہر ایک شخص کو خود بخود خدا تعالیٰ سے ملاقات کرنے کی طاقت نہیں ہے اس کے واسطے واسطہ ضرور ہے اور وہ واسطہ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس واسطے جو آپ کو چھوڑتا ہے وہ کبھی بامراد نہ ہوگا۔ انسان تو دراصل بندہ یعنی غلام ہے۔ غلام کا کام یہ ہوتا ہے کہ مالک جو حکم کرے اسے قبول کرے۔ اسی طرح اگر تم چاہتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض حاصل کرو تو ضرور ہے کہ اس کے غلام ہو جاؤ۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِہِمْ (الزمر:54) (یعنی کہہ دے اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا۔) فرمایا کہ ’’اس جگہ بندوں سے مراد غلام ہی ہیں نہ کہ مخلوق۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بندہ ہونے کے واسطے ضروری ہے کہ آپ پر درود پڑھو اور آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کرو۔ سب حکموں پر کاربند رہو۔ جیسے کہ حکم ہے۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ یعنی اگر تم خدا تعالیٰ سے پیار کرنا چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے فرمانبردار بن جاؤ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں فنا ہو جاؤ تب خدا تم سے محبت کرے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 321-322۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس انتہائی گنہگار بھی استغفار کرنے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اگر حقیقت میں اپنے آپ میں تبدیلی پیدا کرنا چاہے تو پھر خدا تعالیٰ کا پیارا بن سکتا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ کے خوش کرنے کا ایک یہی طریق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی فرمانبرداری کی جاوے۔ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ طرح طرح کی رسومات میں گرفتار ہیں۔ کوئی مر جاتا ہے تو قسم قسم کی بدعات اور رسومات کی جاتی ہیں۔ حالانکہ چاہئے کہ مُردہ کے حق میں دعا کریں۔ رسومات کی بجا آوری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف مخالفت ہی نہیں ہے بلکہ ان کی ہتک بھی کی جاتی ہے۔‘‘ جو نئی نئی رسمیں پیدا کر لی ہیں یہ صرف آپ کے حکم کی خلاف ورزی ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک لحاظ سے آپ کی ہتک ہے۔ اب جنہوں نے ہتک رسول کے قانون پاس کئے ہوئے ہیں وہ سب سے بڑھ کے ان بدعات میں ملوّث ہیں۔ یہ ہتک کس طرح کی جاتی ہے؟) آپ فرماتے ہیں کہ ’’...... گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی نہیں سمجھا جاتا اور اگر کافی خیال کرتے تو اپنی طرف سے رسومات کے گھڑنے کی کیوں ضرورت پڑتی۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 440۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس ان لوگوں کو جو ہمارے خلاف کفر کے فتوے دیتے ہیں اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے۔

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اِتباع کرو۔ اس اِتباع کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔‘‘ آپ فرماتے ہیں ’’پس اب اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ جب تک انسان کامل متّبع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ سے فیوض و برکات پا نہیں سکتا اور وہ معرفت اور بصیرت جو اس کی گناہ آلود زندگی اور نفسانی جذبات کی آگ کو ٹھنڈا کر دے عطا نہیں ہوتی۔ ایسے لوگ ہیں جو عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کے مفہوم کے اندر داخل ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 96-97۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اگر نفسانی جذبات کو ٹھنڈا کرنا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کی ضرورت ہے۔ آپ کے اسوہ پر چلنے کی ضرورت ہے۔ حقیقی معرفت اور بصیرت اللہ تعالیٰ کی حاصل کرنی ہے، اس کا محبوب بننا ہے تو آپ کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔ گناہ آلود زندگی سے نجات پانی ہے تو آپ کی پیروی کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جو لوگ یہ کرتے ہیں وہ اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں جن کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمّت کے علماء، بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔

(الموضوعات الکبریٰ از ملا علی قاری صفحہ 159 حدیث 614 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی)

لیکن آجکل کے علماء اس میں شامل نہیں ہیں۔ یہ وہ مقام نہیں پانے والے۔ کیونکہ یہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاری فیض کے قائل ہی نہیں ہیں۔ یہ سمجھتے ہی نہیں کہ اس سے فیض مل سکتا ہے۔

بقیہ صفحہ 3 پر

سلام بنام رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلّم

السّلام السّلام السّلام السّلام
ہو گیا جب سے روشن وہ ماہِ تمام
آ رہی ہے صدا السّلام السّلام
اس کی خاطر بنے سارے کون و مکاں
کب سے جاری ہوا یہ نظام السّلام
چاند سورج ستارے بھی روشن ہوئے
راہ تکتے رہے صبح و شام السّلام
جتنے آئے تھے پہلے نبی، رہنُما
سب سے بڑھ کر ہے اس کا مقام السّلام
وہ جو سردار لڑتے، سر دار تھے
پیار سے کہتے ہیں اب سلام السّلام
جو کراہت نہ کرتے تھے مُردار سے
سوچتے ہیں حلال وحرام السّلام
کتنے ظالم تھے سفاک تھے راہزن
ہو گئے تیری رحمت سے رام السّلام
وہ جو صدیوں کے مُردے تھے زندہ ہوئے
اِک دُعا سے ہوا سارا کام السّلام
تیرے آواز بہرے بھی سننے لگے
سیکھا گونگوں نے تجھ سے کلام السّلام
تیرے جلوے سے اندھے بھی بینا ہوئے
جان پائے وہ تیرا مقام السّلام
دِل کے بیمار سارے شِفا پا گئے
ہو گئے دور ان کے جذام السّلام
ہو گئے اس کے عاشق تو سب پاگئے
آسماں سے جو اُترے انعام السّلام
پھر سے روشن ہوا جب وہ ماہِ تمام
آئی پھر سے، صدا السّلام السّلام
وہ جو صحراکی وادی میں چشمہ بہا
پھر سے کوثر کا لایا ہے جام السّلام
یہ جو خوشبو عجب سی فضاؤں میں ہے
لے کے آئی ہے اُس کا پیام السّلام
آج بھی لوگ قرباں ہیں اس راہ میں
پاگئے ہیں شہادت مقام السّلام
نام پروانوں میں جس کا لکھا گیا
ہوگیا سُرخرو شاد کام السّلام
السّلام السّلام السّلام السّلام

(ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔لندن)

تعارف سورۃ النور (چوبیسویں سورۃ)

(مدنی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 65 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن (حضرت ملک غلام فرید صاحب) ایڈیشن 2003ء

وقت نزول اور سیاق و سباق

جمہور علماء کی رائے کے مطابق یہ سورۃ مدنی ہے اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب ہونے والا قابلِ افسوس (جھوٹا) واقعہ جس کی حقیقت کا بیان اس صورت میں ہوا ہے، 5 ہجری کا ہے۔ جب آپ ﷺ غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی پر تشریف لا رہے تھے اور ماہِ رمضان تھا۔ اس سورۃ کا اپنی سابقہ سورۃ سے تعلق یوں ہے کہ اُس میں بتایا گیا تھا کہ اسلام میں ایسے مرد پیدا ہوں گے جو اپنے تقویٰ اور خداداد اخلاق کے باعث خدا کی خوشنودی حاصل کریں گے۔ اس سورۃ میں ایسے ذرائع اور طریقے بتائے گئے ہیں جو خدا کی رضا اور افضال کو جذب کرنے کا سبب بنتے ہیں اور اس قانون سے متعارف کرواتی ہے کہ نیکی کے راستوں پر چلنا اور قومی اخلاق کا اپنانا اور جاری رکھنا اور خاندان اور معاشرے میں نظم وضبط کا قائم رکھنا، اس مقصد کے حصول کے لئے لازمی جزو ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس سورۃ میں قومی اخلاق کو اپنانے اور جاری رکھنے کی طرف خاص توجہ دی گئی ہے اور دونوں جنسوں (مرد وعورت) کے باہمی تعلقات کو اجاگر کرنے اور ان کی اصلاح پر بھرپور زور دیا گیا ہے۔

گزشتہ سورۃ میں بتایا گیا تھا کہ فلاح پانے والے مومنوں کی ایک اہم ترین صفت پاکدامنی ہے۔ اس سورۃ میں اس گزشتہ مضمون کی تفصیل اور وضاحت کی گئی ہے۔ اس سورۃ میں بتایا گیا ہے کہ کامیابی کے حصول اور اس کو برقرار رکھنے کے لئے عقل، نظریات اور لوگوں کے اخلاق کا پاک ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح ہر فرد واحد کی اپنے معاشرے کے ساتھ کامل ہم آہنگی اور قابلِ تعریف افہام وتفہیم ہونی چاہیئے اور یہ کہ قومی نظم وضبط اور تنظیم پر خاص زور دینا چاہیئے اور قومی ضرورتوں کو انفرادی ضرورتوں پر ترجیح دینی چاہیئے۔

مضامین کا خلاصہ

یہ سورۃ چند خاص اور اہم موضوعات پر روشنی ڈالتی ہے اور ایسے مسائل پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے جو معاشرے کے معاشرتی اور اخلاقی ڈھانچے کی بنیادی اکائی ہیں اور جو اگر کسی معاشرے میں راہ پا جائیں تو کئی اخلاقی اقدار کو ان کی بھینٹ چڑھنا پڑتا ہے۔ جیسا کہ جنسی بے حیائی کسی بھی معاشرے کے نظم وضبط اور تنظیم میں بگاڑ پیدا کر دیتی ہے اور اس سے جڑی برائیاں معاشرے کے اخلاق پر بری طرح سے اثر انداز ہوتی ہیں۔ اس سورۃ میں جنسی بے حیائی کے معاملات میں تجسس کرنے سے منع کیا گیا ہے اور مومنوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ چند ایسے لوگوں کے کہنے پر جو خود اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوں ہرگز گھبراہٹ کا شکار نہ ہوں۔ تاہم اخلاقی گراوٹ کے ایسے معاملات پورے معاشرے کو ہوشیار اور چوکس کر دیں گے اور بالآخر اچھے نتائج کے لئے سازگار ثابت ہوں گے۔ اس مضمون کو مزید یوں بڑھایا گیا ہے کہ بہتان باندھنے والوں کی سخت سرزنش کی جائے۔ کیونکہ محض شک کی بنیاد پر یا اخلاقی گراوٹ والے گواہ کی گواہی کو مدنظر رکھتے ہوئے، لاپرواہی سے بہتان باندھنے کی اجازت دیدی جائے اور ایک دوسرے کی پاکدامنی پر سوال اٹھانے دیا جائے تو ایسے معاشرے میں بے حیائی تیزی سے پھیلتی ہے اور نوجوان نسل ان خیالات کے ساتھ پروان چڑھتی ہے کہ بے حیائی میں آزادانہ طور پر پڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

پھر مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ قومی اخلاق کے محافظ بنے رہیں اور مسلمانوں کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ اپنی حفاظت کے لئے چوکس اور چاک و چوبند رہیں۔ اگر چوکس رہنے میں نرمی دکھائی جائے تو قومی اخلاقیات میں گراوٹ واقع ہونے لگتی ہے۔ لیکن اگر جنسی بے حیائی کو بغیر کسی روک ٹوک کے پھیلنے دیا جائے تو وہ اخلاقی گراوٹ اور معاشرے کو تحلیل کرنے کا سبب بن جاتی ہے اس لئے ان کی نگرانی ضروری ہے۔ تاہم ایسے لوگ جو بے حیائی کے کاموں کے حوالہ سے مشکوک ہوں ان کو تجسس کر کے تلاش کرنا اور پوری طاقت سے دبانا درست نہیں ہے کیونکہ ہر معاشرے میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو اخلاقی گراوٹ کا شکار ہوتے ہیں ایسے لوگوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنا چاہیئے۔ مگر بیک وقت یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ وہ لوگ جو اپنی ایذا رساں حرکتوں کو جاری رکھیں گے تا کہ مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کریں اور گندی زبان کا استعمال کریں اور بہتان لگائیں تو انہیں اس دنیا میں اور آخری دنیا میں بھی سزا ملے گی۔ خدا ان کا ظلم اور گناہ خود ظاہر کر دے گا اور انہیں ذلیل کرے گا اور رسوا کر دے گا۔ اس سورۃ میں مزید بتایا گیا ہے کہ ہر انسان کے لاپرواہی سے کئے گئے اعمال اس کو مشکوک بنا دیتے ہیں اور ان سب کاموں میں سے سب زیادہ لاپرواہی آزادانہ جنسی تعلقات کو دونوں جنسوں (مرد وعورت) کے مابین راہ دینا ہے۔

ایسے واقعات کو روکنے کے لئے جو شک اور بہتان کی وجہ بنتے ہیں اس سورۃ میں مسلمانوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ کسی بھی گھر میں بغیر اجازت کے داخل نہ ہوا کریں۔ مزید مسلمان مرد و زن کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر ان کا ایک دوسرے سے آمنا سامنا ہو تو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور برائی کی تمام راہوں سے بچتے رہیں۔ تاکید مزید کے طور پر مسلمان عورتوں کو مزید حکم دیا گیا ہے کہ اپنی زینت کا اظہار (نہ تو قدرتی اور نہ ہی بناوٹی) نہ کریں۔ ایسے مردوں سے جو محرم نہ ہوں پردہ کریں (آیت:32) سوائے جسم کے ان حصوں کے جن کا چھپانا ممکن نہیں ہے جیسے قد کاٹھ وغیرہ۔ اس مقصد کے لئے مسلمان عورتوں کو اپنے سروں کو ڈھانکنا چاہیئے اس طور پر کہ ان کی چھاتیاں ڈھکی ہوئی ہوں۔

قومی اخلاقیات میں بہتری اور ان کو جاری رکھنے کے لئے بیوگان کو ہدایت کی گئی ہے کہ غیر شادی شدہ نہ رہیں۔ مزید براں یہ بتایا گیا ہے کہ قیدیوں کو آزاد کرنے کے لئے فوری طور پر مؤثر اقدامات اٹھانے چاہیئیں اور اگر کوئی قیدی اپنی آزادی خرید نہ سکتا ہو تو اس کے لئے یہ معاوضہ آسان اقساط میں ادا کرنے کے لئے اجازت دینی چاہیئے۔ اختتام کی طرف بڑھتے ہوئے اس سورۃ میں مسلمانوں کو ابھارا گیا ہے کہ اپنے خاندان (کے اخلاق) کو درست کریں اور قومی معاملات کو بھی اور دونوں جنسوں کے آزاد میل ملاپ سے بچیں۔ ایک خاص ہدایت اس حوالہ سے یہ دی گئی ہے کہ جنگی قیدی جو گھریلو ملازم کے طور پر خدمت کر رہے ہوں اور چھوٹے بچے اپنے مالکوں کی رہائش گاہوں میں فجر سے پہلے، دوپہر کو اور رات کے بعد داخل نہ ہوں۔ دیگر اوقات میں گھر کے جملہ افراد آزادانہ طور پر گھر میں گھوم سکتے ہیں۔ مگر جب بچے بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں تو وہ پردہ کے احکامات پر عمل کریں۔ معمر خواتین جو کوئی جنسی حاجت نہ رکھتی ہوں یا شادی کی عمر گزر چکی ہو، اگر وہ پسند کریں تو پردہ میں نرمی پر عمل کر سکتی ہیں تاہم انہیں بھی اپنی زینت کسی غیر مرد کو دکھانے کی اجازت نہ ہے۔ خاندانی نظم و ضبط کے بعد زیادہ اہم موضوع یعنی معاشرتی نظم و ضبط کو لیا گیا ہے اور اس سورۃ میں قومی ترقی کے اہم قوانین بھی بیان کئے گئے ہیں جو ترقی کی ضمانت ہیں۔ پھر اس سورۃ میں مسلمانوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ خدا کی مرضی کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے تو وہ دنیا کے قائد بن جائیں گے اس دنیا میں بھی اور اخروی دنیا میں بھی اور ان کا دین پوری دنیا میں قائم ہو جائے گا۔ مگر جب ان کا دین قائم ہو جائے اور وہ کامیاب ہوجائیں تو وہ خدا کے عبادت گزار بنے رہیں، غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کریں اور اپنے نبی ﷺ کے حکم مانتے رہیں۔

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے بارے میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا مقام تو یہ تھا کہ آپ محبوبِ الٰہی تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دوسرے لوگوں کو بھی اس مقام پر پہنچنے کی راہ بتائی۔ جیسا کہ فرمایا قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ یعنی ان کو کہہ دو کہ اگر تم چاہتے ہو کہ محبوبِ الٰہی بن جاؤ تو میری اِتّباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔‘‘ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان کروایا۔) فرماتے ہیں کہ ’’اب غور کرو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اِتّباع محبوب الٰہی تو بنا دیتی ہے پھر اور کیا چاہئے؟‘‘ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 65۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’جو شخص یہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے بغیر نجات ہوسکتی ہے وہ جھوٹا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جو بات ہم کو سمجھائی ہے وہ بالکل اس کے برخلاف ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ کہ اے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں کو کہہ دے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے پیار کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تم خدا تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ بغیر متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بُغض رکھتے ہیں ان کی کبھی خیر نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 434-435۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

(خطبہ جمعہ 20؍ اکتوبر 2017ء)

تبرکات

ہستی باری تعالیٰ

(قسط نمبر 1)

(حضرت میر محمد اسحاق صاحبؓ)

مبلغین اور مدرسہ احمدیہ کے طلباء کے سامنے 14 جنوری (1915ء) کو مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں، میں نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق اپنی سمجھ کے مطابق ایک لیکچر دیا تھا۔ جس میں اوّل تو وہ ذرائع بتائے جن سے ہم کوئی بات ثابت کر سکتے ہیں۔ پھر ان اعتراضوں کا جواب دیا تھا جو عام طور پر دہریوں کی طرف سے ہستی باری تعالیٰ پر کئے جاتے ہیں۔ پھر بعد میں خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں چودہ دلائل پیش کئے گئے تھے۔

لیکچر تو دیا گیا اور سننے والوں نے سنا۔ جَزَاھُمُ اللّٰہُ لیکن باہر کے احباب سے تبادلہ خیالات کرنے کے لئے مختصر طور پر اس لیکچر کے نوٹ الفضل کے ذریعہ شائع کرتا ہوں۔ لیکچر کے پہلے حصہ میں میں نے یہ بیان کیا کہ دہریوں کی طرف سے ہمیشہ یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اگر خدا ہے تو ہمیں دکھا دو اور یہ ایک ایسا مطالبہ ہے جو ہر ایک دہریہ سے سنا جاتا ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ دہریوں کا یہ مطالبہ بالکل ناواجب ہے کیونکہ ہر چیز کے ثبوت کے لئے صرف دیکھنا ہی معیار نہیں بلکہ بہت سی چیزیں اگر دیکھ کر معلوم ہوتی ہیں تو بہت سی ایسی بھی ہیں جو دیکھنے سے ثابت نہیں ہوتیں۔ بلکہ چکھنے سے جیسے کڑوی، میٹھی، کسیلی، پھیکی، نمکین ایسی تمام چیزیں دیکھنے میں یکساں ہیں اور آنکھ ان میں کوئی تمیز نہیں کر سکتی۔ لیکن ان چیزوں میں امتیاز صرف چکھنے سے ہوتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص ایک دہریہ کے سامنے دعویٰ کرے کہ کڑوا بادام دنیا میں کوئی نہیں ہوتا کیونکہ اگر کوئی ہے تو مجھے اس کی کڑواہٹ دکھاؤ۔ اس کے جواب میں وہ دہریہ ایسے شخص کو کہے گا۔ بادام کا کڑوا اور میٹھا ہونا آنکھ سے نہیں معلوم ہوتا بلکہ یہ تو قوت ذائقہ سے معلوم ہوتا ہے۔ بس یہی جواب ہم اس دہریہ کو دیں گے جو کہتا ہے کہ میں خدا کو تب مانوں گا جب وہ ان آنکھوں سے نظر آ جاوے۔ ہم اسے کہیں گے کہ یہ بات ضروری نہیں کہ ہر چیز صرف آنکھ ہی کے دیکھنے سے ثابت ہوتی ہے۔ بلکہ کوئی چیز دیکھنے سے، کوئی چکھنے سے، کوئی سونگھنے سے اسی طرح خوش آواز اور بد آواز کانوں سے معلوم ہوتی ہے۔ گرمی، سردی، سختی، نرمی چھونے سے غرض کسی چیز کے ماننے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہمیں نظر ہی آ جاوے۔ جیسے کسی چیز کا کڑوا ہونا آنکھ سے معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں اس کے لئے قوت ذائقہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح کسی چیز کا گرم سرد ہونا بھی آنکھ سے معلوم نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے قوت لامسہ کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ خدا باوجود اس کے کہ وہ آنکھ سے نظر نہیں آتا۔ پھر موجود ہو۔ جیسا کہ خوشبو اور بدبو اور گرمی اور سردی یہ سب چیزیں دنیا میں موجود ہیں اور پھر ان آنکھوں سے نظر نہیں آتیں۔ اس لئے دہریوں کا یہ مطالبہ کہ خدا دکھاؤ ایک بیہودہ مطالبہ ہے۔ کیونکہ مختلف چیزوں کے ثبوت کے لئے مختلف ذریعے ہیں۔ کسی چیز کے ثبوت کے لئے آنکھ کی ضرورت ہے اور کسی چیز کے معلوم کرنے کے لئے سونگھنے کی ضرورت ہے اور کوئی چیز چھونے سے ثابت ہوتی ہے۔

دوسرا ذریعہ

یہ تو حواس خمسہ ہوئے۔ اب اس کے آگے چلو۔ دیکھو بعض ایسی چیزیں ہیں جو حواس خمسہ میں سے کسی ایک حواس سے بھی معلوم نہیں ہوتیں بلکہ ان کے معلوم کرنے کا کوئی اور ذریعہ ہے۔ مثلاً محبت، غضب، عقل، فہم، قوت وغیرہ یہ سب چیزیں حواس خمسہ کے ذریعہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتیں۔ مثال کے طور پر عقل کو لو۔ نہ تو یہ آنکھ سے نظر آتی ہے نہ سونگھنے سے اس کا پتہ چلتا ہے اور نہ یہ کوئی آواز ہے جو کانوں سے سنائی دے اور نہ کوئی ایسا جسم ہے جسے چھو کر معلوم کیا جاوے اور نہ اسے زبان ہی سے چکھ سکتے ہیں۔ بلکہ اسے ہم اس کے نتائج اور اثرات سے معلوم کرتے ہیں مثلاً ہم زید کو دیکھتے ہیں کہ وہ ایک کام بڑی عمدگی سے کرتا ہے اور اُدھر بکر بھی وہ کام کرتا ہے لیکن بہت بُری طرح۔ تو ہم کو زید کے کام اور بکر کے کام پر موازنہ کرنے سے یہ پتہ لگا کہ زید کے دماغ میں کوئی ایسی قوت ہے جس کے ذریعہ زید نے اپنے کام کو عمدگی سے ادا کیا اور بکر کے دماغ میں وہ قوت نہیں جس کے نہ ہونے کی وجہ سے اس سے وہ کام اچھی طرح نہ ہو سکا۔ پھر ہم نے کہا کہ دوسروں کو سمجھانے کے لئے اس قوت کا کوئی نام تجویز کرو اور اس طرح ہم نے اس قوت کا نام عقل رکھا۔ اب دیکھو کہ یہ معلوم کرنا کہ فلاں شخص عقلمند ہے اور فلاں شخص بیوقوف نہ تو آنکھ سے معلوم ہوتا ہے نہ چکھنے سے اور نہ حواس خمسہ میں سے کسی حواس سے بلکہ اس کے معلوم کرنے کا یہی ذریعہ ہے کہ ہم عقل کے اثرات اور اس کے نتائج سے معلوم کریں گے۔ جب ہم دیکھیں گے۔ ایک شخص مشکل سے مشکل کام کر سکتا ہے اور پیچیدہ سے پیچیدہ امور کو سلجھا سکتا ہے تو ہم کہہ دیں گے کہ اس میں عقل ہے۔ کیونکہ مشکل سے مشکل کام کرنا اور پیچیدہ امور کو سلجھانا یہ عقل کا نتیجہ ہے۔ پس جب ہم نے نتیجہ کا مشاہدہ کیا تو ہمیں اصل چیز کا بھی پتہ لگ گیا۔ اسی طرح ہم ایک دہریہ کو کہتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ہستی حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہوتی تو کوئی حرج نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر چیز حواس خمسہ سے ہی معلوم ہو۔ بلکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو حواس خمسہ سے تو معلوم نہیں ہوتیں بلکہ اپنے اثرات اور نتائج سے۔ اور انہیں تم بھی مانتے ہو مثلاً عقل کا وجود اسی طرح اگر خدا تعالیٰ کی ہستی کا ثبوت اس کے افعال کے نتائج اور اثرات سے ہم پیش کریں تو بجا ہے اور پھر کسی دہریہ کو اس کے ماننے میں پس وپیش نہ کرنا چاہئے۔ اور نہ وہ پھر یہ ضد کر سکتا ہے کہ چونکہ خدا کی ہستی مجھے حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہوتی اس لئے میں اس کی ہستی تسلیم نہیں کرتا کیونکہ خود دہریئے ایسی چیزوں کا وجود تسلیم کرتے ہیں جنہیں وہ حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم نہیں کرتے بلکہ کسی اور ذریعہ سے اس کا ثبوت بہم پہنچاتے ہیں۔ جیسے عقل وفہم دیکھو عقل کے وجود کو دہریئے بھی مانتے ہیں۔ اسی لئے کسی کو عقلمند اور کسی کو بیوقوف کہتے ہیں۔ حالانکہ حواس خمسہ کے ذریعہ انہیں عقل کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ اسی طرح انسان کے جسم میں جو روح ہے وہ ایک ایسی چیز ہے جس کے وجود کا وہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ ایک ایسی چیز ہے جو سونگھنے، چھونے، دیکھنے میں نہیں آتی۔ اور نہ حواس خمسہ میں سے کسی حواس ہی سے اسے ہم محسوس کر سکتے ہیں۔ ہاں اس کے نتائج اور اثرات کو دیکھ کر ہم اس کے وجود کے قائل ہوتے ہیں۔ مثلاً جب ہم ایک زندہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ چلتا ہے پھرتا ہے ہنستا ہے روتا ہے سنتا ہے بولتا ہے۔ ادھر ایک مُردہ پڑا ہے۔ وہ نہ چلتا پھرتا ہے نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے اور نہ سن سکتا ہے اور نہ بول سکتا ہے۔ اس فرق کو دیکھ کر ہم نے معلوم کیا کہ اس زندہ میں ایک ایسی چیز ہے جو بولنے سننے، ہنسنے رونے، چلنے پھرنے کا موجب ہے اور اس مُردہ میں وہ چیز نہیں۔ تب ہی وہ نہ روتا ہے نہ ہنستا ہے اور نہ زندوں کے سے اور ہی کام کر سکتا ہے۔ پھر ہم نے لوگوں کو سمجھانے کے لئے اس کا نام روح تجویز کیا۔ دیکھو روح ایک ایسی چیز ہے جس کو دہریئے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ حواس خمسہ سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ اپنے نتائج اور اثرات سے۔ اس لئے ہم ایک دہریہ کو کہیں گے کہ تمہارا خدا کو دیکھنے کا مطالبہ ایک غلط مطالبہ ہے کیونکہ کسی چیز کے ثبوت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ دیکھی جاوے یا حواس خمسہ کے ذریعہ محسوس کی جاوے۔ بلکہ کبھی ایک چیز کا ثبوت اس کے فعل کے نتائج اور اثرات سے بھی ہوتا ہے جیسا کہ روح کا وجود نہ دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے اور نہ حواس خمسہ کے ذریعہ بلکہ اپنے اثرات اور نتائج کی وجہ سے۔ اسی طرح اگر ہم ہستی باری تعالیٰ کے افعال اور صفات کے اثرات سے اس کا وجود ثابت کریں تو تمہیں مان لینے میں مضائقہ نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ تم خود بہت سی ایسی چیزیں مانتے ہو جنہیں تم نے دیکھنے یا حواس خمسہ کے ذریعہ تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ صرف ان کے اثرات اور نتائج سے جیسے زمانہ، روح، قوت، عقل، فہم، محبت، غضب وغیرہ وغیرہ۔

تیسرا ذریعہ

پھر اس کے بعد کسی شئے کے ثبوت کے لئے ایک تیسرا ذریعہ ہے اور

تعارف صحابہؓ

حضرت بابو محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ۔ شاہجہانپور

مرتبہ: غلام مصباح بلوچ

حضرت بابو محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کا اصل وطن شاہجہانپور تھا۔ آپ محکمہ وٹرنری میں ملازم تھے لیکن بعد ازاں شعبہ سیاحت سے وابستہ ہوگئے اور ولایت سے آنے والے سیاحوں کے لیے بطور گائیڈ (Guide) ملازمت کی۔ آپؓ اور حضرت مولوی عبدالواحد خان صاحب میرٹھی رضی اللہ عنہ (ولادت: 1871ء، بیعت: 1896ء، وفات: 21/ جون 1968ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) اکٹھے بطور گائیڈ کام کرتے تھے۔ (اصحاب احمد جلد دہم صفحہ 210 از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔ ناشر عبدالمنان کوثر)

آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ابتدائی تعارف کے متعلق لکھتے ہیں:

''میری عمر قریباً 10 برس کی ہوگی جب میں نے مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین کے پاس براہین احمدیہ دیکھی۔ میری نظر اس اشتہار پر پڑی جو بڑے موٹے حروف میں لکھا ہوا تھا۔ گو میں اس وقت پڑھ کر سمجھ نہ سکتا تھا لیکن مجھے کتاب سے از حد محبت ہوگئی۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط لکھا کہ اس کتاب کی کیا قیمت ہے؟ حضور نے جواب میں لکھا کہ دس روپیہ ہے۔ میرے بڑے بھائی الحکم منگایا کرتے تھے۔ میں اُس کی سُرخی دیکھ کر بہت متحیر ہوتا (خدا کی تازہ وحی)۔ ایک روز ہمارے گھر کے نیچے سے حافظ سید علی میاں صاحب جو حافظ سید مختار احمد صاحب کے والد تھے، جا رہے تھے۔ مَیں نے دوڑ کر ان کو سلام کیا اور میں نے دریافت کیا کہ یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا؟ کیا واقعی یہی سورج بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہوگا؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کے وقت نور اسلام مغرب سے چمکے گا۔ ابتداء عمر سے مجھے قادیان دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ جب میں سیالکوٹ کی چھاؤنی نائنتھ لانسرز (9th Lancers) میں ملازم تھا، اُس وقت حضرت صاحب نے کشتی نوح لکھی تھی۔ سیالکوٹ میں حافظ عبدالعزیز صاحب ایجنٹ سنگر کمپنی کے ہاں شام کے وقت میں اکثر پڑھا کرتا تھا۔ وہاں روزانہ کسی نہ کسی مسئلہ پر بحث ہوا کرتی تھی۔ میں سنا کرتا تھا۔ اکثر لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیا کرتے تھے۔ خدا کی شان میرے منہ سے کوئی کلمہ خلاف ادب کبھی نہیں نکلا۔ اُسی زمانہ میں صدر بازار کی مسجد کے متولیوں سے مقدمہ بازی شروع ہوگئی۔ وہاں ایک مولوی صاحب رہتے تھے جن کا نام مولوی مبارک علی صاحب تھا۔ اُن سے میں نے ایک روز دریافت کیا کہ امام مہدی کا حدیث میں حلیہ کیا لکھا ہے؟ انہوں نے مجھے صحیح بخاری شریف سے وہ حدیث دکھائی جہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا حلیہ سرخ رنگ اور حضرت امام مہدی کا حلیہ گندم گوں اور بال سیدھے لکھا ہے۔ مجھے اطمینان ہوا۔ میرے پاس اکثر احمدی احباب پہلے آیا کرتے تھے جن میں مولوی عبدالعزیز صاحب گوہدپوری تھے۔ اُن کو سیالکوٹ کے لوگ قادیانی مشین کہا کرتے تھے۔ بڑے جوشیلے اور نہایت اچھے آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کرے۔ دوسرے صاحب مولا بخش صاحب بوٹ فروش تھے (آج کل پیغامی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں) یہ دونوں صاحب مجھے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ایک روز میں نے سنا کہ حضرت مرزا صاحب نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنا منع کر دیا ہے۔ میں نے حافظ عبدالعزیز صاحب احمدی سے شکایت کی کہ یہ کیا بات ہے! نماز تو ایک ہی ہے پھر یہ دو رنگی کیسی؟ حافظ صاحب نے مجھے سمجھایا کہ آپ کھڑے ہو جائیں۔ ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ ان لوگوں کے پیچھے نماز منع کی گئی ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں۔ ان کے مولویوں نے ہم پر کفر کے فتوے لگائے ہیں۔

میں ہر وقت دعا میں لگا رہتا اور مسائل کے سمجھنے کی فکر میں رہتا۔ ایک روز مجھے خیال آیا کہ نماز کہاں پڑھنی چاہیے؟ میں نے رات کو خواب میں دیکھا کہ میں صدر بازار کی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کی غرض سے گیا ہوں۔ وہاں نماز ختم ہوگئی ہے۔ پیچھے چند لوگوں نے کہا کہ دیکھو وہ میدان میں نماز ہو رہی ہے تم وہاں جاؤ، نماز مل جائے گی۔ میں وہاں پہنچا تو وسیع میدان تھا جس میں کثرت سے لوگ جمع ہو رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ احمدی جماعت ہے۔ اب مجھے قادیان جانے کا اشتیاق پیدا ہوا اور میں 1904ء موسم گرما میں ڈلہوزی گیا۔ وہاں سے واپسی پر قادیان پہنچا۔ اسباب مہمان خانہ میں رکھا اور چھوٹی مسجد میں عصر کی نماز ادا کرنے گیا۔ نماز کے بعد حضرت اقدسؑ سے مصافحہ کیا اور بیعت کی درخواست کی۔ اس وقت میں نے حضرت اقدسؑ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ حضرت اقدسؑ نے مجھے دیکھ کر حکیم مولوی فضل الدین صاحب کو حکم دیا کہ ان کو ایام الصلح اور برکات الدعا دو اور ایک جلد حقیقۃ الوحی کی مجھے دی گئی۔ میں جوں جوں ان کتابوں کو پڑھتا تو میرا ایمان بڑھتا گیا۔ اس کے بعد میں حضرت مولوی نور الدین صاحب سے ملا، مولوی عبدالکریم صاحب سے ملا۔ اسکول کے احاطہ میں آیا تو مجھے ایک خوبصورت نوجوان ملا، حضرت مفتی محمد صادق صاحب تھے جو اُس وقت مدرسہ تعلیم الاسلام میں ہیڈ ماسٹر تھے۔ مجھے نہایت اخلاق سے ملے۔ جب میں اپنی ملازمت پر راولپنڈی واپس آیا تو جو کچھ میں نے چند روز قادیان رہ کر اپنی معلومات میں اضافہ کیا تھا اس سے تبلیغ شروع کی۔ اس وقت میرے پاس ایک نوجوان آیا کرتے تھے۔ میں نے ان کو تبلیغ شروع کی۔ بفضلہ تعالیٰ وہ سارا خاندان احمدی ہوگیا۔ یہ خاندان قریباً عیسائی ہو چکا تھا اور اب تک دین کی خدمت میں مصروف ہوں۔''

(الحکم 14 نومبر 1935ء صفحہ 11)

آپؓ سیاحوں کے گائیڈ ہونے کی وجہ سے مختلف علاقوں میں جاتے تھے اس لحاظ سے ہر جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا تذکرہ کرتے۔ بوجہ سیاحت آپ مرکز سے دور تو تھے لیکن جماعتی اخبارات کی خریداری اور اس کے مطالعہ کے ذریعے ہمیشہ اپنے آپ کو قادیان سے مربوط رکھا۔

ایک مرتبہ شاہ جہان پور سے کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک رسالہ ''البرہان'' شائع کیا تو حضرت محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ کی محبت وغیرتِ سلسلہ نے نہ چاہا کہ یہ کتاب لاجواب رہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت مولوی محمد احسن امروہی صاحب سے گزارش کی کہ وہ اس کتاب کا جواب لکھیں۔ چنانچہ انہوں نے دسمبر 1903ء میں اس کا جواب ''الفرقان فی جواب البرہان'' نام سے لکھا اور ٹائٹل پر ہی لکھا: ''حسب فرمائش منشی محمد علی خان صاحب احمدی شاہ جہان پوری'' یہ کتاب مطبع گلشن پنجاب راولپنڈی سے طبع ہوئی۔ اخبار بدر یکم دسمبر 1903ء صفحہ 359 کالم 1 میں محمد علی خان ساکن شاہجہانپور کی راولپنڈی سے قادیان آمد لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹے سے نوازا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا نام رکھا۔

(بدر 23 جنوری 1908ء صفحہ 5 کالم 1)

خلافت ثانیہ پر باوجود غیر مبائعین کے سرکردہ احباب سے قریبی تعلق ہونے کے آپ نے بیعت کی اور ان تعلقات کو پس پشت ڈال دیا۔ حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوریؓ خلافت ثانیہ کے موقع کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں:

''.... بابو محمد علی خان صاحب شاہجہانپوری .... جناب خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب سے ان کے تعلقات بہت گہرے تھے.... وہ ہفتہ کے روز دوپہر سے پہلے قادیان پہنچ گئے۔ اس وقت سے لے کر بیعت (خلافت ثانیہ) تک ساری کارروائیاں اُن کے سامنے ہوئیں۔ انہیں یہ علم تو تھا کہ خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحبزادہ صاحب سے اختلاف رکھتے ہیں مگر وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ جناب مولوی صاحب تو سرے سے مسئلہ خلافت ہی سے روگردان ہو چکے ہیں۔ ان سے ان کو بڑی کوفت ہوئی اور وہ اکثر اس کا ذکر کیا کرتے تھے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ 120،119)

آپ اپنے سیاحت کے شعبہ میں بھی بہت ماہر تھے، سیاحتی مقامات کی معلومات کا اچھا ذخیرہ اور تجربہ رکھتے تھے۔ اسی لیے جو سیاح آپ کی قیادت میں سیاحت کرتے وہ آپ کی نفیس طبیعت اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں سے بہت متاثر ہوتے۔ دی مسلم سن رائز (The Muslim Sunrise) رسالے میں آپ کا ایک اشتہار بطور بہترین گائیڈ بھی چھپا ہے جس میں آپ کی تصویر کے ساتھ ساتھ آپ کی رہبری میں سیاحت کرنے والے بعض غیر ملکی سیاحوں کے آپ کے بارے میں تاثرات بھی شامل ہیں۔

(The Muslim Sunrise USA, 1922, issue iv page 150)

آپ ہجرت کر کے قادیان آگئے تھے۔ تقسیم ملک کے بعد کراچی چلے گئے جہاں مورخہ 4/ مئی 1949ء کو وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ موصی تھے یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ آپ

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ

تحریر: مسز نسیم مرزا

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ {اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لِرَبِّہٖ لَکَنُوۡدٌ} (العادیات 7) ترجمہ: یقیناً انسان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔

لیکن یہ بھی فرمانِ ربی ہے کہ: {لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ} (ابراہیم 8) کہ ضرور اگر تم شکر ادا کرو گے تو ضرور میں تمہیں اور زیادہ عطاء کروں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

پھر یہ بھی میرے پیارے رب نے ہی فرمایا ہے کہ: ''پس (اے جن وانس) تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے۔''

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یا رب ہے تیرا احساں، میں تیرے در پہ قرباں
تونے دیا ہے ایماں، تو ہر زماں نگہباں

سوچا آج اپنے ربِ رحیم کے چند فضلوں کا ذکر کروں تا کہ شکر کرنے والوں کی فہرست میں شامل ہوسکوں۔

اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا اور پہلا احسان ہم پر یہ ہے کہ اُس نے ہمیں انسان پیدا کیا جو کہ اشرف المخلوقات ہے۔

دوسرا بڑا احسان یہ ہے کہ مسلمان گھرانے میں پیدا کیا اور ہم پیدائشی خاتم النبیین ﷺ کے پیروکار ٹھہرے۔ قرآنِ پاک جو کہ اُم الکتاب ہے اور قیامت تک کے لئے لائحہ عمل ہے وہ ہمیں ورثہ میں ملی۔ ہمیں زندگی میں کسی دنیاوی قانون یا اخلاقی اور اصلاحی کتب کی ضرورت نہیں رہی۔

سات سو احکامات ہیں۔ امرو نواہی ہیں۔ ورثے کی تقسیم سے لیکر عائلی زندگی کی راہنمائی تک ہر بات واضح کر دی گئی ہے۔ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ ہم کسی دنیاوی تاریخی کتب کے بھی محتاج نہیں رہے۔

ابتدائے آفرینش سے لیکر رسولِ پاک ﷺ کی زندگی تک تمام انبیائے کرام اور اقوامِ عالم کے حالاتِ زندگی ہمیں بتادیئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ آنے والے حالات سے بھی باخبر کر دیا۔ آج اقوامِ عالم قرآن پاک کی اِن پیشگوئیوں کو اپنی تحقیق کی روشنی میں سچ ثابت کر رہی ہے۔ اور ہم اِس علمی خزانے کے وارث ہیں۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

پھر ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا کامل راہنما بنایا۔ جو ہمارے لئے روشنی کا مینار ہیں۔ مجسم قرآن ہیں۔ اِس پاک وجود نے اپنے عمل سے قرآنِ پاک کو ہمارے لئے سمجھنا آسان کیا۔

احادیثِ نبویہ ہمارے لئے راہنمائی کا دوسرا بڑا سرچشمہ ہیں۔ یہ وہ چیزیں ہیں جن سے غیر مسلم محروم ہیں۔

حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے

آپ ذرا غور کریں اگر ہم کسی ہندو گھرانے میں پیدا کر دیئے جاتے تو پتھروں کو سجدہ کرتے ہی عمر گزر جاتی یا آگ کی پوجا کر رہے ہوتے یا پھر خدا کی ذات کے ہی منکر ہوتے۔ کیا یہ ہم پر خدائے رحیم کا احسان ہے کہ نہیں؟

اس کے بعد پھر تیسرا بڑا احسان یہ ہے کہ اُس نے ہمیں احمدی گھرانے میں پیدا کیا۔ اُس پیارے امام مہدی کی جماعت میں شامل کیا جس کی آپ ﷺ نے خود پیشگوئی کی تھی کہ اگر ایمان ثریا پر چلا جائے گا تو وہ اسے واپس لائے گا۔ ہم اِن خوش نصیبوں میں شامل ہوئے کہ ''تم میں سے جو امام مہدی کا زمانہ پائے وہ انہیں میرا سلام پہنچائے۔'' کتنا بڑا اعزاز ہے جو ہمیں نصیب ہوا۔

آپ تصور کریں کہ آپ قادیان کے بہشتی مقبرہ میں حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کے مزارِ مبارک کے سامنے کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ:

''اے میرے پیارے امام! آپ کو آپ کے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ کا سلام پہنچے۔''

اُس وقت ہم دنیا بھر کے خوش نصیب ترین انسان ہوتے ہیں۔

خدائے ربِ ذوالجلال کا شکر ادا کرنے کے لئے الفاظ ختم ہو جاتے ہیں تو آنسوؤں پر زور چلتا ہے۔ اور شکر کے آنسو جب رواں ہوتے ہیں تو بند توڑ کے بہہ نکلتے ہیں اور یہ سیلاب قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔

یہاں پھر ایک مرتبہ غور کریں کہ اگر ہم کسی مسلمان مشرک گھرانے میں پیدا ہوتے تو قبروں کو سجدہ کرتے اور اِن سے منتیں مانتے اور اصل خدا سے کوسوں دور رہتے۔

دُعا کی اصل حقیقت جو حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے ہمیں بتائی اور سچے خدا سے ملوایا اِس سے بے خبر رہتے۔

غیر ممکن کو یہ ممکن میں بدل دیتی ہے
اے میرے فلسفیو! زورِ دُعا دیکھو تو

عموماً دیکھنے میں آیا ہے کہ انسان اپنے آباء واجداد کے مذہب کو آسانی سے تبدیل کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔

آئینِ نو سے ڈرنا طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

مگر یہاں ہم خوش نصیب ہیں کہ سچا مذہب ہمیں ورثے میں مِلا۔

جماعتِ احمدیہ کا فرد ہونے کی حیثیت سے جو ہمیں سب سے بڑی سعادت نصیب ہوئی وہ ''خلافت کا بابرکت نظام'' ہے۔ ہم ریت کے بکھرے ہوئے ذروں کی طرح نہیں ہیں۔ بلکہ تسبیح کے دانوں کی طرح ہیں جنہیں ایک دھاگے میں پرو یا گیا ہے۔ وہ سب ایک دوسرے کے ساتھ ملکر ایک ڈوری سے بندھے ہوئے ہیں۔ اِن کے بکھرنے کا احتمال نہیں۔

خلافت کا ہم پر سب سے بڑا احسان ہے کہ جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں اپنے آپکو محفوظ خیال کرتا ہے بعینہٖ ہم خلافت کے سائے میں اپنے آپکو محفوظ خیال کرتے ہیں۔ جب بھی کوئی مشکل وقت آئے ہم گھبراتے نہیں بلکہ پہلا خیال جو ہمارے دل میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ حضور کو خط لکھیں گے۔ اور خط لکھ کر ہم ہر غم اور فکر سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ اور اپنا یہ بوجھ بھی اپنے پیارے حضور کے ذمہ ڈال کر خود اپنے پیارے حضور کی صحت و سلامتی کے لئے دُعا میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

خدا کا یہ احسان ہے ہم پہ بھاری
کہ جس نے ہے اپنی یہ نعمت اتاری
نہ مایوس ہونا گھٹن ہو نہ طاری
رہے گا خلافت کا فیضان جاری

یہاں تک تو تمام احمدی احباب برابر کے خوش نصیب ہیں مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو خوش نصیبی میں باقیوں پر سبقت لے گئے ہیں۔ وہ ہیں یوکے میں رہنے والے احمدی حضرات۔

چودہ سو سال پیچھے جاتے ہیں۔ جب رسولِ پاک ﷺ کے زمانہ میں مسلمانوں پر کفار کا ظلم وستم بہت بڑھ گیا تو مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت شروع کر دی۔ کفار اپنی گھٹیا حرکتوں میں بہت آگے بڑھ گئے اور اُنہوں نے نعوذ باللہ رسولِ پاک ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ اپنے پیاروں کا ساتھ دیتا ہے اور دُشمن کو ہمیشہ ناکامی کا مُنہ دیکھنا پڑتا ہے۔

رسولِ پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق یثرب کی طرف ہجرت کی۔ جب آپ اِس شہر میں داخل ہوئے تو وہاں کی بچیاں دف بجا کر گیت گا رہی تھیں:

طَلَعَ الۡبَدۡرُ عَلَیۡنَا۔ آج ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا ہے۔

بعینہٖ جب احمدیوں کے گھر جلا کر، شہید کر کے، جیلوں میں ڈال کر پاکستان کے علماء کو تسکین نہ ہوئی تو اُنہوں نے ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے خلاف ایک گھناؤنی سازش تیار کی۔ خدا کی تقدیر ایک بار پھر جلوہ گر ہوئی اور اِذنِ الٰہی کے تحت ہمارے پیارے حضور نے ربوہ کو خیر باد کہا اور یوکے تشریف لے آئے۔

اے یوکے کے احمدی احباب! اِس روز آپکو وہ مقام حاصل ہوا جو یثرب کے رہنے والوں کو ملا تھا۔ آپ کی بچیاں بھی گا گا کر کہہ سکتی ہیں: طَلَعَ الۡبَدۡرُ عَلَیۡنَا

کیونکہ روشنی کا وہ مینار جو تمام عالم کو منور کر رہا ہے وہ مکہ، مدینہ اور قادیان کے بعد ربوہ سے نکل کر یوکے منتقل ہو گیا ہے۔

وہ ربوہ جہاں سالانہ جلسہ ہوا کرتا تھا۔ تمام دُنیا سے لوگ وہاں آتے تھے اور ربوہ والوں کو میزبانی کا شرف حاصل ہوتا تھا۔ اب یہ سعادت خلیفۃ المسیح کے وجود کی -------

آج -----وہ تمام فیوض وبرکات آپ لوگوں کے حصہ میں آچکی ہیں اور آپ لوگوں کے لئے شکرانِ نعمت کا موقع ہے۔ شکر ادا کیجئے اپنے خدائے رحیم وکریم کا جس نے بِن مانگے آپ لوگوں کو یہ نعمت عطاء کی۔

جب کوئی یوکے کا رہائشی مجھے کہتا ہے کہ آپ خوش نصیب ہیں کہ ربوہ میں رہتی ہیں تو میرا جواب یہ ہوتا ہے کہ اب تو ربوہ آپ کے پاس ہے۔ اب تو یہی مدینۃ الخلفاء ہے۔ جو آپ لوگوں کو نصیب ہے۔

اس نعمتِ عظمیٰ --------خلافت سے سچا تعلق رکھیئے۔ اپنے بچوں کو اِس قیمتی دور کی قدر سکھایئے۔ فَاسۡتَبِقُوا الۡخَیۡرٰتِ پر عمل کیجیئے۔ اپنے اندر میزبانی کی تمام خوبیاں پیدا کیجیئے۔ اور دین کو دنیا پر مقدم------

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ اور اپنے شکر گزار بندوں میں شامل فرما کر ہم پر مزید انعامات کی بارشیں برساتا چلا جائے۔ آمین

بقیہ: حضرت بابو محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ۔ شاہجہانپور از صفحہ 5

کی وفات پر حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ نے لکھا: (بقیہ صفحہ 7

’’بابو صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے تھے۔ پہلے راولپنڈی میں محکمہ وٹرنری میں ملازم تھے اور اس کے بعد وہ یورپ اور امریکہ کے سیاحوں کو ہندوستان میں سیر کرانے کا کام کیا کرتے تھے، ایسے لوگوں کو انگریزی میں Guide کہتے ہیں۔ ان کا اصل وطن شاہجہان پور تھا اور سید حافظ مختار احمد صاحب کے عزیز دوستوں میں سے تھے۔ گائڈ کا کام کرنے کے لیے موسم سرما کے شروع میں بمبئی چلے جاتے تھے۔ ان کی عادت تھی کہ جن اصحاب کو ہندوستان کے مختلف علاقوں میں سیر کراتے تھے ان کو ساتھ ہی اسلام اور احمدیت کی تبلیغ بھی کرتے رہتے تھے۔ مجھے ان سے سب سے پہلے غالبًا 1903ء میں واقفیت ہوئی جبکہ وہ اپنے ایک سالے کو قادیان کے مدرسہ میں داخل کرنے کے واسطے آئے، اس وقت میں قادیان کے سکول میں ہیڈ ماسٹر تھا تب سے ہمیشہ ان کے ساتھ سلسلہ خط وکتابت کا رہا اور میرے ایک بیٹے مفتی عبد السلام کی شادی ان کی ایک صاحبزادی کے ساتھ ہونے سے تعلقات محبت اور بھی بڑھ گئے۔ بابو صاحب زاہد و عابد آدمی تھے، آخر دم تک نمازوں کی پابندی اور دعاؤں اور وظیفہ پر قائم رہے۔ ان کی وفات 4/ ماہ مئی کے شروع میں کراچی میں ہوئی، کوئی خاص بیماری نہ تھی عام ضعیفی کی کمزوری ہی وفات کا موجب ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں بلند درجات دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل اور نیکیوں کی توفیق حاصل ہو۔ بابو صاحب نے ایک بیٹا پیچھے چھوڑا ہے جس کا نام احمد علی خان ہے اور تین بیٹیاں ہیں جو سب بیاہی ہوئی ہیں اور کراچی میں مقیم ہیں۔‘‘

(الفضل 11 مئی 1949ء صفحہ 2)

آپ نے دو شادیاں کیں، دوسری شادی 26/ ستمبر 1925ء کو محمودہ بانو دختر سید یامین شاہ صاحب بریلوی (وفات: 20/ جولائی 1933ء۔ بہشتی مقبرہ قادیان۔ وصیت نمبر 2423) کے ساتھ ہوئی۔

(الفضل 13 اکتوبر 1925ء صفحہ 2 کالم 3)

آپ کی اولاد میں

بیٹے احمد علی خان صاحب۔ ولادت: 1908ء (یہ نام حضرت مسیح موعودؑ نے رکھا تھا)

ایک اور بیٹے کا نام بھی احمد علی خان صاحب تھا جنھوں نے 29/ اپریل 1965ء کو بعمر 42 سال کراچی میں وفات پائی۔ آپ حافظ عبد الجلیل صاحب شاہجہانپوری صاحب کے داماد تھے۔ شاید پہلے بیٹے فوت ہو گئے ہوں اور ان کے نام پر ہی اس بیٹے کا نام رکھا ہو کیونکہ دونوں کی عمروں میں بہت فرق ہے۔

بیٹی محترمہ صغریٰ رشید سلطانہ صاحبہ (پیدائش یکم جون 1901ء۔ وفات: 14/ جون 1965ء مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) اہلیہ مکرم حاجی عبد الکریم صاحب ولد غلام حیدر خان صاحب کراچی

بیٹی کبریٰ خاتون صاحبہ زوجہ عبد السلام مفتی صاحب ابن حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ

بیٹی زبیدہ خاتون صاحبہ زوجہ حضرت شیخ مسعود الرحمان صاحب ابن حضرت منشی حبیب الرحمان صاحب رئیس حاجی پور کپورتھلہ

ایک بیٹی محترمہ فہمیدہ خاتون صاحبہ نے قادیان میں وفات پائی۔

(الفضل 10/ اکتوبر 1940ء)

بقیہ: ہستی باری تعالیٰ.....از صفحہ 4

وہ سماع یا دوسرے لفظوں میں صادقوں کی شہادت ہے۔ کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں اور بہت سے ایسے واقعات ہیں جو ہمیں نہ حواس خمسہ کے ذریعہ معلوم ہوتے ہیں اور نہ اپنے اثرات اور نتائج سے بلکہ صرف لوگوں کی شہادت سے۔ دیکھو اورنگ زیب کو نہ تو ہم نے دیکھا نہ ہمارے حواس خمسہ نے اُسے محسوس کیا اور نہ وہ اپنے اثرات سے ثابت ہوتا ہے بلکہ صرف سماعی شہادت ہے جو نسلاً درنسلاً دیتے آئے اور اس کے وجود کا اقرار اس کے زمانہ سے لے کر اب تک ہر قوم کے ایسے راستباز کرتے چلے آئے ہیں جن کے متعلق ہمارا وہم بھی یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ سب جھوٹ بول رہے ہیں۔ اور کسی بات کے معلوم کرنے کا یہ ایک ایسا زبردست ذریعہ ہے کہ اس کو ایک دہریہ بھی تسلیم کرتا ہے۔ کیا کوئی ایسا دہریہ ہے جو اورنگ زیب یا اکبر کے وجود کا منکر ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ سب کے سب مقر ہیں۔ یہ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ راستبازوں کی شہادت پر مجبوراً انسان کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے ورنہ علم تاریخ سب کا سب باطل ہو جاوے گا۔ اچھا پُرانے واقعات کو جانے دو۔ اب جو بڑی عظیم الشان جنگ ہو رہی ہے اور فرانس ایک بڑے معرکہ کا مقام بن رہا ہے لاکھوں کروڑوں ہندوستانی اس مقام سے ہزاروں میل دور ہیں اور انہوں نے جنگ کا نظارہ نہیں دیکھا۔ توپیں چلتی ہوئی نہیں دیکھیں، نہ بندوقیں دنتی ہوئی ان کو سنائی دیں۔ لیکن تب بھی سب کو اس جنگ کے وجود کا یقین ہے۔ ان کے علاوہ جس قدر دہریئے ہیں وہ بھی یقین کرتے ہیں کہ فرانس میں جنگ ہو رہی ہے۔ حالانکہ ان کے اصولوں کے مطابق انہیں منکر ہونا چاہئے کیونکہ انہوں نے جنگ کا نظارہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ مگر کوئی ایک دہریہ بھی اس جنگ کے وجود کا منکر نہیں اور اسی لئے کہ سچ بولنے والوں نے شہادت دی کہ واقعہ میں فرانس میں ایک جنگ ہو رہی ہے۔ اسی طرح ہم دہریوں کو کہتے ہیں کہ اگر ہر قوم کے صادق اور راستبازوں کی شہادت خدا کے وجود کے متعلق ہم پیش کریں تو تمہیں اس ہستی کے اقرار کے سوا اور کوئی چارہ نہیں کیونکہ جس طرح تم تھوڑے سے راستبازوں کی شہادت پر بڑے بڑے واقعات کا اقرار کرتے ہو اسی طرح اگر دنیا کی ہر قوم کے بڑے بڑے صادق اور راستباز جنہوں نے راستبازی کی خاطر اپنا وطن جان و مال عزت کی بھی پرواہ نہ کی۔ خدا کے وجود کی شہادت دیں کہ وہ ہے اور اس نے اپنا وجود ہم پر ظاہر کیا ہم سے باتیں کیں، ہمیں بشارتیں دیں جو پوری ہوئیں۔ ہمارے دشمنوں کے متعلق تباہی و بربادی کی پیش از وقت خبر دی جو عین وقت پر پوری ہوئی۔ تو کیا وجہ ہے کہ ایسی زبردست شہادت کا دہریئے انکار کرتے ہیں حالانکہ اگر ایک دہریہ جج ہو اور اس کی عدالت میں قتل کا مقدمہ درپیش ہو اور دو صادق راستباز حلفی شہادت دیں کہ ہمارے سامنے زید نے بکر کو قتل کیا ہے تو یقیناً وہ دہریہ جج زید کو پھانسی کی سزا دے گا۔ حالانکہ دہریوں کے اصول کے مطابق خود اس جج نے تو قتل کا وقوعہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔ لیکن پھر بھی اُسے ضرور پھانسی کی سزا دے گا۔ یہ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ دنیا کا تمام کاروبار صادقوں اور راستبازوں کی شہادت پر چل رہا ہے۔ غرض مذکورہ بالا تین ایسے اصول ہیں جن سے ہم کسی چیز کے وجود کو ثابت کر سکتے ہیں۔

اول۔ حواس خمسہ

دوم۔ اشیاء کے خواص اور افعال کے نتائج اور اثرات

سوم۔ سماع یعنی راستبازوں اور صادقوں کی شہادت

اب میں اپنے مضمون کے پہلے حصہ کو ختم کرتا ہوں اور بتوفیق ایزدی انشاء اللہ اگلے نمبر میں دہریوں کے اعتراضوں کا جواب دوں گا اور اس کے بعد ہستی باری کے چودہ دلائل۔

وَمَا تَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بِاللّٰہِ

(الفضل قادیان 28 جنوری 1915ء)

☆...☆...☆

آج کی دعا

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّ هَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا

(سورۃ الکھف: آیت 11)

ترجمہ:

’’اے ہمارے رب! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر، اور ہمارے معاملہ میں ہمیں ہدایت دے‘‘۔

یہ قرآنِ مجید کی حصولِ کامیابی اور ہدایت کی افضل دعا ہے۔

سورۃ کہف میں خدا تعالیٰ اصحاب کہف کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ چند نوجوان تھے جو ظالموں کے ظلم سے تنگ آ کر غاروں میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے تھے اور وہ یہ دعا کیا کرتے تھے تا خدا انہیں ظالموں کے ظلموں سے نجات بخشے۔ بالآخر خدا نے 300 سال کے بعد انہیں مکمل طور پر ظالموں سے نجات بخشی۔

پیارے رسولِ کریم ﷺ جمعہ کے روز سورۃ کہف کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ

’’جو شخص اس سورۃ کی پہلی اور آخری دس آیات کی تلاوت کیا کرے گا وہ دجّال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا‘‘۔

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو بالخصوص واقفین نو بچوں کو اس سورۃ اور بالخصوص ان آیات کے پڑھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

گھر سے باہر جانے کی دعا

حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب میرے گھر سے نکلتے تو آسمان کی طرف نظر اٹھا کر یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِکَ اَنۡ اَضِلَّ اَوۡ اُضَلَّ اَوۡ اَزِلَّ اَوۡاُزَلَّ اَوۡ اَظۡلِمَ اَوۡ اُظۡلَمَ اَوۡ اَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیَّ ۔

(سنن ابی داوٗد۔ابواب النوم۔باب مایقول اِذاخرج من بیتہٖ)

(ترجمہ) اے اللہ! میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہوں یا گمراہ کیا جاؤں، یا لغزش کھاؤں یا پھسلایا جاؤں اور اس بات سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے یا جہالت برتوں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔

جماعتی خبروں کے ریکارڈ محفوظ رکھنے والا اخبار

قارئین جانتے ہیں کہ روزنامہ الفضل آغاز سے ہی جماعتی خبروں اور تقاریب کی رپورٹس شائع کرتا رہا ہے۔جن کو بعد میں مورّخِ احمدیت تاریخ کا حصہ بناتے رہے ہیں۔اس لیے دنیا بھر کے تمام جماعتی اور ذیلی تنظیموں کے معزز عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ہاں ہونے والے جماعتی فنکشنز، تقریبات، جلسوں وغیرہ کی خبریں اور رپورٹس جماعتی تاریخ کا ریکارڈ بنانے کے لیے درج ذیل ایڈریس پر بھجوائیں۔تا آئندہ نسلیں آپ اور آپ کی جماعت کی کارگزاری کو دیکھ اور پڑھ کر دعا کرسکیں۔اس سے جماعت کی ترقیات کو دیکھ کر خالق حقیقی کا شکر بھی ادا کرنے کا موقع ملتا ہے اور آپ تمام کے لئے دعا کا موجب بھی۔)رپورٹس ٹائپ شدہ ہوں اور ورڈ فارمیٹ میں ہوں(۔

info@alfazlonline.org

(ادارہ)

بیوت الحمد منصوبہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1982ء میں مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے موقع پر بطور شکرانہ بیوت الحمد سکیم کا اعلان فرمایا۔

’’اللہ کے گھر بنانے کے شکرانہ کے طور پر خدا کے غریب بندوں کے گھروں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔‘‘

(خطبات طاہر جلد1صفحہ 241)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیوت الحمد سکیم کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’کئی احمدی جب اللہ کے فضل سے اپنے گھر بناتے ہیں تو اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔بعض نے اپنا بڑا قیمتی گھر بنایا تو بیوت الحمد کے ایک مکمل گھر کا خرچہ بھی ادا کیا تو اگر تمام دنیا کے احمدیوں کے خرید نے یا بنانے پر کچھ نہ کچھ اس مد میں دینے کی طرف توجہ پیدا ہو جائے تو کئی ضرورت مند غریب بھائیوں کا بھلا ہو سکتا ہے۔‘‘

(خطبہ عید الفطر 13/ اکتوبر 2007ء)

اعلان نمایاں کامیابی

جماعت احمدیہ امریکہ نے 3 اگست سے 13 اگست 2020ء تک ناصرات و اطفال کے چودھویں حفظِ قرآن کیمپ کا انعقاد کیا۔جس میں بچیوں کی تعداد 34 اور لڑکوں کی تعداد 42 تھی۔ جو سارے امریکہ سے قابلیت کی بنیاد پر چُنے گئے تھے۔مورخہ 13 اگست بروز جمعرات نتائج کا اعلان کیا گیا۔جس میں میرا پوتا عزیزم عبد الباری عمر 15 سال غیرمعمولی کارکردگی کی بُنیاد پر لڑکوں میں اوّل قرار دیا گیا اور میری پوتی عزیزہ عائشہ صباحت عمر 13 سال بھی غیرمعمولی کارکردگی کی بنیاد پر بچیوں میں اوّل رہی۔ نیز میرے دو نواسے عزیزم صفوان احمد اور عزیزم فاران احمد اور میری نواسی عزیزہ راضیہ فیضان نے بھی اس امتحان میں کامیابی حاصل کی۔احباب کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ نسلوں کو بھی دین و دُنیا میں کامیابیاں عطا فرماتا رہے آمین۔

خاکسار

عبد الکریم قدسی USA

03 ستمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:47	18:35
مدینہ منورہ	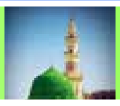	04:44	18:38
قادیان	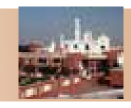	04:41	18:50
ربوہ		04:21	18:30
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:50	19:44